صرف احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کے لئے

جمعہ 20 نومبر 2015ء

روزنامہ
1913ء سے جاری شدہ
FR-10

الفضل

The ALFAZL Daily
ٹیلی فون نمبر 047-6213029
web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org
ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

جمعہ 20 نومبر 2015ء 7 صفر 1437 ہجری 20 نبوت 1394 ہش جلد 65-100 نمبر 263

سب سے پہلے میرا نور

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

اول ما خلق اللّٰہ نوری

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے جو چیز پیدا کی وہ میرا نور تھا۔

(شرح المواھب اللدنیہ زرقانی جلد1 ص27 دارالمعرفہ بیروت۔ 1993ء)

مناقب عالیہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

بزبان حضرت مسیح موعود

اعلیٰ درجہ کا نور:

وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسان کامل کو۔ وہ ملایک میں نہیں تھا۔ نجوم میں نہیں تھا۔ قمر میں نہیں تھا۔ آفتاب میں بھی نہیں تھا۔ وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرّد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔ غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا صرف انسان میں تھا یعنی انسان کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سید و مولیٰ سیدالانبیاء سیدالاحیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں سو وہ نور اس انسان کو دیا گیا اور حسب مراتب اس کے تمام ہمرنگوں کو بھی یعنے ان لوگوں کو بھی جو کسی قدر وہی رنگ رکھتے ہیں۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ 160)

آنحضرت ﷺ پر تمام کمالات ختم ہوگئے:

اسی کا یہ فضل واحسان ہے کہ دنیا کو تاریکی اور غفلت اور جہالت میں پاکر ایک نور بھیجا اور وہ نور جس کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے دنیا میں آیا اور خدا کا مقدس کلام قرآن شریف اس پر نازل ہوا اور ہم کو علمی اور عملی پاکیزگی کے لئے بھی راہیں دکھلائیں۔

(آریہ دھرم صفحہ 2)

ہم اپنی پوری تحقیق کی رو سے سیدالمعصومین اور ان تمام پاکوں کا سردار سمجھتے ہیں جو عورت کے پیٹ سے نکلے اور اس کو خاتم الانبیاء جانتے ہیں کیونکہ اس پر تمام نبوتیں اور تمام پاکیزگیاں اور تمام کمالات ختم ہوگئے۔ (آریہ دھرم صفحہ 84)

خدا تعالیٰ کے مقدس اور پاک لوگ ابتدا سے ہوتے رہے ہیں جو اس سے الہام پاکر اس کی خبر لوگوں کو دیتے رہے۔ مگر سب سے بڑے ان میں سے وہی ہیں جن کی بڑی تاثیریں دنیا میں پیدا ہوئیں اور جن کی متابعت سے بڑے بڑے اولیا ہر ایک زمانہ میں ہوتے رہے۔ سو وہ جناب سیدالانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (ست بچن صفحہ 66)

اعلیٰ درجہ کا جوانمرد نبی:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعی ہمدردی اور محنت اٹھانے سے بنی نوع کی رہائی کے لئے جان کو وقف کردیا تھا اور دعا کے ساتھ اور تبلیغ کے ساتھ اور ان کے جور وجفا اٹھانے کے ساتھ اور ہر ایک مناسب اور حکیمانہ طریق کے ساتھ اپنی جان اور اپنے آرام کو اس راہ میں فدا کردیا تھا۔ (اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ 134)

ہم جب انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو تمام سلسلہ نبوت میں سے اعلیٰ درجہ کا جوانمرد نبی اور زندہ نبی اور خدا کا اعلیٰ درجہ کا پیارا نبی صرف ایک مرد کو جانتے ہیں یعنی وہی نبیوں کا سردار رسولوں کا فخر تمام مرسلوں کا سرتاج جس کا نام محمد مصطفیٰ واحمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کے زیر سایہ دس دن چلنے سے وہ روشنی ملتی ہے جو پہلے اس سے ہزار برس تک نہیں مل سکتی تھی۔ (سراج منیر صفحہ 80)

نماز دعا ہے

❁ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں۔

”نماز دعا ہے اور اس سے دین کا سفر پورا ہوتا ہے اور شریعت کی غرض پوری ہوتی ہے اور اس میں بندہ اپنی کمزوریوں کی معافی کی درخواست اللہ تعالیٰ سے کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکت کو طلب کرتا ہے۔ چنانچہ دوسری جگہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے......(سورۃ العنکبوت) یعنی قرآن کریم کی تلاوت کراور نماز باجماعت ادا کر یقیناً نماز ان بری باتوں سے بھی کہ جو انسان کی ذات سے تعلق رکھتی ہیں اور ان سے بھی کہ جو سوسائٹی پر گراں گزرتی ہیں روکتی ہے۔ اس آیت سے ظاہر ہے کہ نماز کو ایک رسم کے طور پر مقرر نہیں کیا گیا بلکہ یہ عبادت اس طرح بنائی گئی ہے کہ اس کا لازمی نتیجہ بدی سے نفرت ہوتا ہے اور اندرونی پاکیزگی اس سے حاصل ہوتی ہے۔ یہ الفاظ استعمال فرما کر کہ نماز بدی سے روکتی ہے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ نماز میں یہ ذاتی خوبی ہے کہ وہ بدی سے روکتی ہے۔“ (تفسیر کبیر جلد اصفحہ 104)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا جاپان سے خطبہ جمعہ

❁ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 20 نومبر 2015ء کا خطبہ جمعہ جاپان میں ارشاد فرمائیں گے۔ جو پاکستانی وقت کے مطابق صبح 9 بجے ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر براہ راست نشر کیا جائے گا۔ احباب نوٹ فرمالیں اور زیادہ سے زیادہ دوستوں کو اس سے مطلع فرمائیں۔

گاڑی برائے فروخت

❁ ایک عدد ٹویوٹا ہائی ایس، ماڈل 2005ء، سفید رنگ، کراچی نمبر، جو کہ وقف جدید کے تحت الہدی ہسپتال مٹھی میں بطور ایمبولینس زیر استعمال ہے۔ اچھی حالت میں برائے فروخت ہے۔ فون نمبر 0333-2975375 پر رابطہ کیا جاسکتا ہے۔ (ناظم ارشاد وقف جدید ربوہ)

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ .... مطبع: ضیاءالاسلام پریس .... مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ .... قیمت 5 روپے

تاریخ اشاعت احمدیت 6

مکرم عبدالقدیر قمر صاحب

ایران میں احمدیہ مشن کا آغاز 1924ء

قدیم زمانہ میں ایران ایک زبردست اور پُرشکوہ طاقت تھی۔ دنیا کی اقوام اس کا لوہا مانتی تھیں اور ہر طرف ایرانیوں کا طوطی بولتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے شاہ ایران کی ہدایت کے لئے دوسرے حکمرانوں کی طرح اسے بھی خط لکھا اور حق کا پیغام دیا۔ شہنشاہ ایران یہ خط پڑھ کر سخت برافروختہ ہوا اور اس نے اس خط کے پرزے پرزے کر ڈالے۔ جب قاصد نے واپس آکر کسریٰ کے اس فعل سے رسول اللہ ﷺ کو آگاہ کیا تو آپ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ اس کے ملک کو تہس نہس کر دے گا''

رسول اللہ ﷺ کی یہ پیشگوئی خلیفہ ثانی سیدنا حضرت عمرؓ کے دور میں پوری ہوئی جب حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے ہاتھوں ایران زیر نگیں ہوا اور وہاں خادمان رسول ﷺ کی حکومت قائم ہوگئی۔

اس عظیم ملک ایران میں اشاعت احمدیت کے لئے اور احمدیہ مشن قائم کرنے کے لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے حضرت شہزادہ عبدالمجید صاحب لدھیانوی کو وہاں جانے کا ارشاد فرمایا۔ آپ 12 جولائی 1924ء کو قادیان سے ایران کے لئے روانہ ہوئے اور 16 اکتوبر 1924ء کو ایران کے مشہور شہر مشہد پہنچے اور پانچ چھ دن وہاں ٹھہرنے کے بعد ایران کے دارالخلافہ طہران تشریف لے گئے۔

حضرت شہزادہ عبدالمجید صاحب ضعیف العمر بزرگ اور قدیم رفقائے احمد میں سے تھے۔ آپ نہایت اخلاص سے اپنے خرچ پر ایران آئے تھے۔ مگر اخراجات یہاں آکر ختم ہوگئے۔ پیچھے کوئی جائیداد نہیں تھی۔ مرکز سے مستقل مالی امداد ان کو نہیں دی جاتی تھی۔ اس لئے آخری عمر میں بعض اوقات اپنے زائد کپڑے فروخت کرکے گزارا کرتے تھے۔ آپ معمولی سی صف اور نہایت مختصر سے بستر پر رات بسر کیا کرتے تھے۔ یہاں تک نوبت آجاتی کہ کپڑے دھونے کے لئے خرچ باقی نہ رہتا۔

ایسے پُرمشقت اور تکلیف دہ حالات کے باوجود آپ نے اپنے عہد کو نبھایا اور اپنی بے نفس خدمات سے باقاعدہ جماعت قائم کردی۔

(رپورٹ مجلس مشاورت 1927ء ص41)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں:

ایران جانے والے بزرگ سلسلہ کے ایک پرانے فدائی شہزادہ عبدالمجید صاحب لدھیانوی تھے۔ جو اسی دن قادیان سے روانہ ہوئے جس دن کہ حضرت خلیفۃ المسیح ولایت کے لئے روانہ ہوئے......شاہزادہ عبدالمجید صاحب نے ایران میں قریباً چار سال نہایت خاموشی مگر نہایت مستقل مزاجی کے ساتھ آنریری کام کرکے وہیں 1928ء میں وفات پائی۔ (سلسلہ احمدیہ جلد1 ص374)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی آپ کے للّٰہی وقف اور قربانی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''شہزادہ عبدالمجید صاحب وہ افغانستان کے شاہی خاندان سے تھے اور شاہ شجاع کی نسل سے تھے۔ آپ نہایت ہی نیک نفس اور متوکل آدمی تھے۔ میں نے جب (دعوت الی اللہ) کے لئے اعلان کیا کہ ایسے مجاہدوں کی ضرورت ہے جو (دعوت الی اللہ) کے لئے زندگی وقف کریں تو انہوں نے بھی اپنے آپ کو پیش کیا۔ اس وقت ان کے پاس کچھ روپیہ تھا۔ انہوں نے اپنا مکان فروخت کیا تھا۔ رشتہ داروں اور اپنے متعلقین کا حصہ دے کر خود ان کے حصہ میں جتنا آیا وہ ان کے پاس تھا۔ اس لئے مجھے لکھا کہ میں اپنے خرچ پر جاؤں گا۔ اس وقت میں ان کو نہ بھیج سکا اور کچھ عرصہ بعد جب ان کو بھیجنے کی تجویز ہوئی اس وقت وہ روپیہ خرچ کر چکے تھے۔ مگر انہوں نے ذرا نہ بتایا کہ ان کے پاس روپیہ نہیں ہے۔ وہ ایک غیر ملک میں جا رہے تھے۔ ہندوستان سے باہر کبھی نہ نکلے تھے۔ اس ملک میں کسی سے واقفیت نہ تھی مگر انہوں نے اخراجات کے نہ ہونے کا قطعاً اظہار نہ کیا اور وہاں ایک عرصہ تک اسی حالت میں رہے۔ انہوں نے وہاں سے بھی اپنی حالت نہ بتائی۔ نہ معلوم کس طرح گزارا کرتے رہے۔ پھر مجھے اتفاقاً پتہ لگا ایک دفعہ دیر تک ان کا خط نہ آیا اور پھر جب آیا تو لکھا تھا چونکہ میرے پاس ٹکٹ کے لئے پیسے نہیں تھے اس لئے خط نہ لکھ سکا۔

اس وقت مجھے سخت افسوس ہوا کہ چاہئے تھا جب ان کو بھیجا گیا۔ اس وقت پوچھ لیا جاتا کہ آپ کے پاس خرچ ہے یا نہیں پھر میں نے ایک قلیل رقم ان کے گزارا کے لئے مقرر کردی۔ وہاں کے لوگوں پر ان کی روحانیت کا جو اثر تھا۔ اس کا پتہ ان چٹھیوں سے لگتا تھا جو آتی رہی ہیں ابھی پرسوں ترسوں اطلاع ملی ہے کہ آپ یکم رمضان کو فوت ہوگئے......

جس طرح قسطنطنیہ کی خوش قسمتی تھی کہ وہاں حضرت ایوب انصاری دفن ہوئے۔ اس وقت قسطنطنیہ عیسائیوں کے ماتحت تھا۔ پھر خدا تعالیٰ نے اس زمین کو دفن ہونے والے کی برکت سے ہدایت دی اور صدیوں تک وہ مسلمانوں کا بہت مضبوط قلعہ رہا ہے......

میں سمجھتا ہوں اسی طرح یہ ایران کے لئے مبارک بات ہے کہ وہاں خدا تعالیٰ نے ایسے شخص کو وفات دی جسے زندگی میں دیکھنے والے ولی اللہ کہتے تھے اور جسے مرنے پر شہادت نصیب ہوئی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ سے اس کا بڑا تعلق تھا۔ عام طور پر بزرگوں کی ولایت ان کی زندگی کے بعد تسلیم کی جاتی ہے۔ مگر آپ ان لوگوں میں سے تھے۔ جن کو دیکھنے والے ان کی زندگی میں ہی ولی اللہ سمجھتے ہیں۔

آپ نہایت ہی متوکل اور نیک انسان تھے۔ آپ اس قدر سیدھے اور نرم مزاج تھے کہ گویا سخت کلامی آتی ہی نہیں تھی مگر باوجود اس کے دین کے معاملہ میں بہت غیرت رکھتے تھے اور متوکل ایسے تھے کہ انہوں نے کہا تھا۔ میں اپنے خرچ پر (دعوت الی اللہ) کے لئے جاؤں گا۔ مگر اس وقت ان کو بھیجا گیا اور جب بھیجا گیا تو ان کے پاس کچھ نہ تھا مگر انہوں نے نہ مجھے بتایا نہ کسی اور کو کہ میرے پاس کچھ نہیں۔

(الفضل 27,30 مارچ 1928ء ص9)

حضرت شہزادہ صاحب کا مختصر تعارف

حضرت شہزادہ عبدالمجید خان صاحب لدھانوی افغانستان کے شاہی خاندان میں سے تھے اور شاہ شجاع کی نسل سے تھے۔ آپ حضرت صوفی احمد جان صاحب کے مریدوں میں سے تھے اور نہایت ہی نیک نفس اور متوکل آدمی تھے اشاعت احمدیت کے لئے آپ اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار رہتے تھے۔ چنانچہ ایران جانے کے لئے آپ نے اپنا مکان تک بیچ دیا۔ آپ اس قدر سیدھے اور نرم مزاج تھے کہ گویا سخت کلامی آتی ہی نہیں تھی مگر باوجود اس کے دین کے معاملہ میں بہت غیرت رکھتے تھے۔ آپ نے انتہائی نامساعد حالات میں ایران میں اشاعت احمدیت کی کامیاب کوشش کی اور مسلسل چار سال اس کام کے لئے دن رات ایک کر دیا۔ آخر خدا کا یہ متقی اور پرہیزگار اور دین کا درد رکھنے والا انسان یکم رمضان بمطابق 22 فروری 1928ء کو چند دن بیمار رہ کر اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہوگیا۔

(روزنامہ الفضل 27 مارچ 1928ء)

(لاہور۔ تاریخ احمدیت از شیخ عبدالقادر صاحب مضامین شاکر جلد اول)

از افاضات خلیفۃ المسیح الرابع

دنیا میں دکھ اور الم کا مسئلہ کیوں ہے

حواس اور متعلقہ اعضاء کے ارتقائی مطالعہ سے بآسانی یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ ان میں نفع نقصان کا احساس شروع ہی سے موجود تھا۔ یہ ارتقائی سفر فائدہ اور نقصان کی شناخت پر مبنی ایک طویل سفر ہے جس کے نتیجہ میں اعضائے حس بتدریج ترقی پا کر خوشی اور تکلیف، آرام اور دکھ کی موجودگی کو محسوس کرنے کے قابل ہو گئے ہیں۔ اگر ہم پیچھے مڑ کر حیات کی سب سے ادنیٰ حالت کا جائزہ لیں اور اس زینہ کے نچلے درجوں کا چوٹی کے اعلیٰ مراحل کے ساتھ مقابلہ کریں تو یہ جان لینا مشکل نہیں رہتا کہ دراصل ارتقا سے احساس اور شعور کا ارتقا ہی مراد ہے۔ زندگی تسلسل کے ساتھ شعور کے دائرے میں نیچے سے اوپر کی طرف ترقی کر رہی ہے جس کے نتیجہ میں احساس کی قوتیں مسلسل بیدار سے بیدار تر ہوتی چلی جاتی ہیں۔

آغاز حیات میں سود و زیاں کا احساس خاصا دھندلا اور مبہم ہوا کرتا ہے اور ابتدائی حیات کی جسمانی ساخت میں اس احساس کو کنٹرول کرنے والا کوئی مرکز دریافت نہیں ہوا لیکن اپنے ماحول اور بعض عناصر کی موجودگی میں ان کے ردعمل سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ان میں مبہم سا شعور موجود ضرور ہے۔ یہی وہ بظاہر مبہم اور ناقابل بیان حس ہے جسے خالق نے کسی نہ کسی طرح قوت ادراک کی شروعات میں استعمال کیا ہے۔ اسی قوت مدرکہ نے بتدریج ترقی پا کر جانداروں کے جسم میں اپنی جگہ بنالی۔ یہی مقامات بالآخر موجودہ اعضائے حِس کی شکل اختیار کر گئے۔ دماغ کی تخلیق ایک الگ اور غیر متعلق واقعہ نہیں۔ اعضائے حِس کی ترقی کسی بھی متوازی مرکزی اعصابی نظام کے بغیر بامقصد نہیں ہو سکتی جو مختلف اعضائے حِس کے ذریعہ پہنچائے جانے والے پیغامات کی تشریح کر سکے۔ چنانچہ صاف ظاہر ہے کہ دماغ نے بھی اعضائے حِس کے لازمی جزو کے طور پر ساتھ ساتھ ترقی کی ہے۔ شعور جتنا زیادہ ترقی یافتہ ہوگا سود و زیاں کا احساس بھی اتنا ہی شدید ہوگا جسے مخصوص اعصابی مراکز محسوس کر کے نقصان کے احساس کو بطور رنج اور فائدہ کے احساس کو بطور راحت اعصاب کے ذریعہ ذہن تک منتقل کرتے ہیں۔

شعور جتنا کم ترقی یافتہ ہوگا اتنا ہی تکلیف کا احساس بھی کم ہوگا۔ یہی حال خوشی کا ہے۔ اس طرح خوشی اور غم کے احساس کیلئے اعضائے حِس کی موجودگی ناگزیر ہے۔ امکان غالب ہے کہ اگر تکلیف محسوس کرنے کی صلاحیت کو کم کر دیا جائے تو اس کے ساتھ ساتھ خوشی اور لذت محسوس کرنے کی صلاحیت بھی اسی حد تک کم ہو جائے گی۔ یہ دونوں برابر اہمیت کے حامل ہیں اور یکساں طور پر ارتقا کے پہیہ کو آگے بڑھانے میں مدد دیتی ہیں۔ ایک کو دوسری سے الگ نہیں کیا جا سکتا ورنہ ارتقا کا تمام تخلیقی منصوبہ کالعدم ہو جائے گا۔

قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تکلیف کو اپنی حیثیت میں ایک علیحدہ وجود کے طور پر نہیں بلکہ لذت اور آرام کے ایک ناگزیر جزو کے طور پر پیدا کیا ہے۔ خوشی کی عدم موجودگی تکلیف ہے جو کہ اس کے سائے کی طرح ہے بالکل اسی طرح جیسے تاریکی ایک سایہ ہے جو روشنی کی عدم موجودگی کا نتیجہ ہے۔ زندگی کیلئے موت ناگزیر ہے۔ دونوں مختلف درجات پر مشتمل ایک ہی سطح کی دو انتہائیں ہیں۔ جوں جوں ہم موت سے دور ہٹتے ہیں بتدریج زندگی کی ایک حالت یعنی خوشی کے قریب ہوتے چلے جاتے ہیں۔ لیکن جب ہم زندگی سے دور ہٹتے ہیں تو احساس زیاں اور دکھ کے ساتھ موت کی طرف سفر کرتے ہیں۔ بقا کی جدوجہد کو سمجھنے کی یہی کلید ہے جو زندگی کے معیار کو بہتر بناتی اور ارتقا کی آخری منزل کے حصول میں مدد دیتی ہے۔ ’’بقائے اصلح‘‘ کا اصول ارتقا کے اس عظیم الشان منصوبہ میں بھرپور کردار ادا کرتا ہے۔

یہ امر قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیات میں بیان کیا گیا ہے: تَبٰرَکَ الَّذِیْ ......(الملک:2-3)

ترجمہ: بس ایک وہی برکت والا ثابت ہوا جس کے قبضۂ قدرت میں تمام بادشاہت ہے اور وہ ہر چیز پر جسے چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے۔ وہی جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تا کہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون عمل کے اعتبار سے بہترین ہے۔ اور وہ کامل غلبہ والا (اور) بہت بخشنے والا ہے۔

دنیا میں دکھ کیوں ہے؟ مندرجہ بالا آیت میں اس سوال کا جواب بڑی وسعت اور وضاحت سے دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں موت و حیات کا گہرا فلسفہ، ان دونوں کے درمیان پائے جانے والے ان گنت مراتب، نیز زندگی کی تشکیل اور اس کا معیار بہتر بنانے میں ان کے کردار کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہی وہ ترتیب ہے جو اللہ تعالیٰ نے یہاں واضح فرمائی ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ زندگی ایک مثبت قدر ہے اور موت سے محض اس کی عدم موجودگی مراد ہے اور ان کے درمیان کوئی حدِّ فاصل نہیں ہے۔ حیات کا موت کی طرف سفر اور زوال پذیری یا دوسرے پہلو سے موت کی حیات کی طرف حرکت اور نتیجۃً طاقت، توانائی اور شعور کا حصول ایک تدریجی عمل ہے۔ یہ تخلیق کا عظیم منصوبہ ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ایسا کیوں کیا؟ اس کا جواب قرآن کریم نے یہ دیا ہے: ’’کہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون عمل کے اعتبار سے بہترین ہے۔‘‘

یہ موت اور حیات کے مابین پیہم جدوجہد ہے جو جانداروں کو ایک مستقل آزمائش میں مبتلا رکھتی ہے۔ چنانچہ باقی وہی رہتے ہیں جو اپنے طرز عمل سے اپنے آپ کو بہترین ثابت کریں اور اپنی بقا کیلئے بہتر مقام حاصل کر پائیں۔ مذکورہ بالا آیات میں ارتقاء کا فلسفہ اور طریق بیان کیا گیا ہے۔ یہ موت اور حیات کی قوتوں کی مسلسل جدوجہد ہی ہے جو جاندار انواع کو مستقلاً موت سے دور لے جانے یا اس کی طرف جانے کی قوت عطا کرتی ہے۔ ارتقائی تبدیلیوں کے وسیع تناظر میں اس کا نتیجہ کسی وجود کی زندگی کے معیار کی بہتری یا ابتری کی صورت میں نکلتا ہے۔ یہی ارتقا کی اصل روح ہے۔

دکھ کو صرف اس صورت میں قابل اعتراض قرار دیا جا سکتا ہے اگر اسے نظام کائنات میں کوئی بامقصد کردار ادا کئے بغیر ایک علیحدہ وجود کے طور پر پیش کیا جائے۔ لیکن دکھ کے احساس کے اس تجربہ سے گزرے بغیر تو سکون اور آرام کا احساس بھی ختم ہو جاتا ہے۔ رنج اور تکلیف کے بغیر خوشی اور مسرت کا بھی کوئی لطف نہیں رہتا۔ بلاشبہ اس کے بغیر زندگی کا مقصد ہی فوت ہو جائے گا اور ارتقاء کی منازل راستے ہی میں دم توڑ دیں گی۔

چنانچہ حواس خمسہ کے ارتقاء میں تکلیف اور سکون کے احساس نے یکساں کردار ادا کیا ہے۔ جیسا کہ گاڑی کے دو پہیے کہ اگر ایک کو الگ کر دیں تو دوسرا بھی بیکار ہو کر رہ جائے گا اور یوں گاڑی کا تصور ہی ختم ہو جائے گا۔ موت و حیات کے مابین یہی کشمکش جو تکلیف کو جنم دیتی ہے، خوشی پیدا کرنے کا ذریعہ بھی ہے۔ یہی بنیادی محرک ارتقا کی گاڑی کو ہمیشہ آگے بڑھنے کی قوت مہیا کرتا ہے۔

ارتقاء کی طویل تاریخ میں پائی جانے والی بیماریوں کی مختلف وجوہات بالواسطہ یا بلاواسطہ ارتقائی تبدیلیوں سے ہی متعلق تھیں۔ ماحولیاتی تبدیلیاں، بقا کی جدوجہد، تغیر اور حادثات، سب نے اکٹھے یا الگ الگ اپنا اپنا کردار ادا کیا ہے۔ یعنی بیماریاں، نقائص اور کمزوریاں بھی ترقی پر اثر انداز ہونے میں اپنا اپنا کردار ادا کرتی ہیں۔ یوں جانوروں کی مختلف انواع بظاہر لاشعوری طور پر، مگر دراصل ایک رہنما اصول کے تحت شعور کے اعلیٰ مدارج کی طرف ارتقا پذیر ہوتی رہی ہیں۔

اب ہم ایک اور منصوبہ کا جائزہ لیتے ہیں جس میں ایک مفروضہ کے تحت تکلیف کے عنصر کو یکسر ہٹا دینا مقصود ہے۔ بالفاظ دیگر زندگی کی تمام حالتوں کو لازمی طور پر کسی تکلیف کے بغیر خوشی میں برابر کا حصہ ملنا چاہئے۔ مقصد یہ ہے کہ شاید اس طرح ہم تکلیف کو ختم کر کے زندگی کو ایذا سے بچا سکیں۔ تب مطلق مساوات قائم ہو جائے گی اور سب برابر کی سطح پر کھڑے ہو جائیں گے۔ لیکن اس منصوبہ کو کیسے اور کہاں متعارف کروایا جائے۔ مشکل یہ ہے کہ جہاں کہیں بھی ہم ارتقا کے طویل سلسلہ میں اس منصوبہ کو متعارف کروانے کی کوشش کریں گے ہمیں لازماً بعض لاینحل مسائل کا سامنا کرنا پڑے گا۔ افسوس کہ یا تو اس نئے منصوبہ کے اصولوں کو ابتدائے آفرینش سے متعارف کروانا ہوگا یا اسے سرے سے ترک کرنا پڑے گا۔ اس قسم کی مطلق مساوات کا اطلاق خواہ کسی بھی سطح پر کیوں نہ کیا جائے، لاینحل تضادات کو جنم دے گا۔ اس کے لئے ہمیں زندگی کے نقطۂ آغاز کی طرف لوٹنا ہوگا۔ ہمیں حیات کی تاریخ میں بالکل وہاں لوٹ جانا ہوگا جہاں سے زندگی کی ابتدا ہوئی اور ارتقا کی سیڑھی کو ازسرنو زینہ بہ زینہ تعمیر کرنا ہوگا۔ مگر انتہائی کوشش کے باوجود ہم پہلے مرحلہ پر ہی رک جائیں گے اور ایک قدم بھی آگے بڑھنے کے قابل نہ ہوں گے کیونکہ خوشی کی مساوی تقسیم اور تکلیف کی کلیۃً عدم موجودگی ارتقا کی قوت رفتار کو بالکل ختم کر دے گی۔ چنانچہ نہ تو بقا کیلئے کوئی جدوجہد ہوگی اور نہ ہی کوئی انتخاب طبعی اور بقائے اصلح کے اصولوں کا نفاذ۔ اور زندگی کی خام حالت سے ترقی کی طرف ایک قدم بھی نہیں اٹھایا جا سکے گا۔

زندگی کے اس مرحلہ کا تصور کیجئے جو انسانی علم کے مطابق تین بنیادی اکائیوں پر مشتمل ہے۔ یعنی مرکزہ والے بیکٹیریا۔ بغیر مرکزہ کے بیکٹیریا اور آگ کی توانائی سے جنم لینے والے پائرو بیکٹیریا۔ اس فرضی نظام میں سب کو برابر میسر آنے کی وجہ سے خوراک یا بالفاظ دیگر بقا کیلئے کوئی مقابلہ نہیں ہوگا اور نہ ہی تکلیف کا وجود ہوگا۔ نتیجۃً اس فرضی نظام میں زندگی ہمیشہ اپنی ابتدائی خام حالت میں ساکت اور جامد رہے گی۔ انسانی تخلیق تو اس نقطۂ آغاز سے دور کی بات ہے۔ اصل سوال یہ ہے کہ آیا اس نظام کو منتخب کیا جائے جس کا اہم جزو دکھ ہے اور جو زندگی کے ارتقا کے عمل کو مسلسل جاری رکھتا ہے یا تکلیف کے خوف سے اس نظام کو بکلی ترک کر دیا جائے۔ چنانچہ حتمی تجزیہ میں ’’زندگی یا موت‘‘ میں سے ایک کا انتخاب کرنا ہوگا۔ اگر حیات کی ابتدائی حالتوں میں کچھ شعور ہوتا تو حیات اس بے معنی مشقت میں زندہ رہنے کی بجائے موت کو ترجیح دیتی۔

دکھ کا تعلق سزا اور مکافات کے تصور سے بھی ہے۔ حیوانات میں ایک محدود پیمانے پر انتقام لینے کی جبلت مشاہدہ کی جا سکتی ہے۔ یہ جبلت بہت سے زمینی، بحری اور فضائی جانوروں کے رویوں میں بھی دیکھی جا سکتی ہے۔ ہاتھی اور بھینس انتقامی جذبہ کی وجہ سے خاصے بدنام ہیں۔ حیات کی اس بتدریج ترقی پذیر خصوصیت کا تعلق لازماً قوت فیصلہ کے بتدریج ارتقا سے ہے۔ کچھ کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ یا تو جبلت کے تحت ہو سکتا ہے یا سوچ سمجھ کر۔ تاہم یقینی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ جانوروں کے طرز عمل میں فیصلہ کی صلاحیت کیا کردار ادا کرتی ہے۔ لیکن یہ یقینی بات ہے کہ انسان کے طرز عمل میں اس صلاحیت کا بہت اہم کردار ہے۔ یہ فیصلہ عموماً انسان کا اپنا ہوتا ہے کہ آیا وہ نور اور حیات کی

طرف حرکت کرے یا ظلمت اور موت کی طرف۔ اس لئے اگر انسان کو اپنے اعمال کے نتیجہ میں کوئی انعام ملے یا سزا بھگتنا پڑے تو وہ خود اس کا ذمہ دار ہے۔

بعض اوقات لوگ تکلیف تو اٹھاتے ہیں لیکن انہیں اس بات کا احساس تک نہیں ہوتا کہ وہ خود ہی اس کے ذمہ دار ہیں۔ مگر قدرت میں جزا سزا کا ایک عمومی قانون کارفرما ہے جسے مکافاتِ عمل کہتے ہیں۔ عین ممکن ہے کہ انہیں اپنے کسی دانستہ یا نادانستہ عمل کے نتیجہ میں وجہ معلوم ہوئے بغیر یہ تکلیف اٹھانا پڑی ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر غلطی کی سزا فوری طور پر نہیں ملا کرتی۔ بسا اوقات قانون شکنی پر قدرت غیر محسوس طریق پر سزا دیتی ہے۔

تاہم یہ مسئلہ اتنا آسان نہیں ہے بلکہ بہت زیادہ الجھا ہوا، وسیع اور پیچیدہ ہے اور اسے بعض فرضی یا حقیقی سائنسی مثالوں کی مدد سے واضح کرنے کی ضرورت ہے۔ بعض صورتوں میں وضاحت مشکل ہو جاتی ہے۔ مثلاً بعض پیدائشی نقائص والے بچوں کے متعلق یہ سوال اٹھ سکتا ہے کہ انہیں کیوں تکلیف میں ڈالا گیا؟ یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ یہ ان کی اپنی غلطی کی وجہ سے ہوا۔ اگر کہیں کوئی غلطی ہے تو خواہ یہ نادانستہ طور پر ہی ہو، والدین کی ہو سکتی ہے۔ اس سیاق وسباق میں لفظ ''نقص'' کو اس کے وسیع معانی میں سمجھنا چاہئے جس میں حادثاتی واقعات کے نتیجہ میں جنم لینے والی پیدائشی بیماریاں بھی شامل ہیں۔ ایسی غلطیوں کا دانستہ جرائم سے کوئی تعلق نہیں۔ کسی نقص کی وجہ کچھ بھی ہو، یہ بات یقینی ہے کہ اس نقص کے ساتھ پیدا ہونے والا معصوم بچہ کسی بھی صورت میں اس کا ذمہ دار نہیں ہے۔

اس مسئلہ کا حل یہ ہے کہ ہر تکلیف سزا نہیں اور نہ ہی ہر خوشی جزا ہے۔ کچھ لوگ بغیر کسی وجہ کے تکلیف میں مبتلا نظر آتے ہیں۔ تاہم ایسے معاملات کو بغور دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہاں بالارادہ ناانصافی کا سوال نہیں بلکہ ایسی تکالیف تخلیق کے وسیع تر منصوبہ کا ناگزیر نتیجہ ہیں اور یہ انسانی معاشرہ کے عمومی ارتقا میں ایک بامقصد کردار ادا کرتی ہیں۔

یاد رکھیں کہ علت اور معلول اور اسی طرح جرم اور سزا، خواہ کتنے ہی مشابہ کیوں نہ دکھائی دیں، دو مختلف امور ہیں۔ یہ کہنا بجا ہوگا کہ جرم ہی ایک سبب ہے جس کے نتیجہ میں سزا ملتی ہے لیکن یہ دعویٰ درست نہیں کہ ہر تکلیف ماضی میں سرزد ہونے والے کسی جرم کی سزا ہے۔ یہ کہنا غلط ہے کہ تمام صحتمند بچے اپنے والدین کے کسی نیک عمل کے صلہ میں صحتمند ہیں۔ اسی طرح یہ بات بھی درست نہیں کہ ہر بیمار بچہ اپنے آباؤ اجداد یا اپنے والدین کے کسی نامعلوم جرم کے باعث بیمار ہے۔ صحت اور بیماری، اہلیت اور نااہلی، خوش قسمتی اور بدقسمتی، پیدائشی صحت یا معذوری، اپنی ذات میں اثر انداز ہونے کے علاوہ ایک وسیع نظام میں بھی ایک فعال کردار ادا کرنے کیلئے ضروری ہیں اور جرم اور سزا، اچھائی اور صلہ کے تصور سے نمایاں طور پر الگ ہیں۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے راحت کی طرح تکلیف بھی زندگی کے ارتقا کی لازمی اور بنیادی شرط ہے جس کا ارتقا کے اس سفر میں جرم وسزا کے نظریہ سے کوئی تعلق نہیں۔

تکلیف اپنے فعال کردار کی وجہ سے ایسے مفید اثرات پیدا کرتی ہے جو اس کی موجودگی کی یاد دلاتے ہیں۔ ہمارے کردار کو سنوارنے کیلئے تکلیف ایک بہترین استاد کا درجہ رکھتی ہے۔ یہ قوتِ ادراک کو ترقی دے کر اسے جلا بخشتی، فروتنی سکھاتی اور کئی طریق سے انسان کو خدا کی یاد دلاتی ہے۔ یہ تحقیق اور جستجو کو بیدار کر کے اس خواہش کو جنم دیتی ہے جو تمام ایجادات کی ماں ہے۔ اگر تکلیف کو جو انسان کی پوشیدہ قوت کا باعث ہے، دُور کر دیا جائے تو ارتقا کا پہیہ لاکھوں گنا پیچھے چلا جائے گا۔ انسان اس قدرتی منصوبہ کو تبدیل کرنے کی کوشش تو کر سکتا ہے مگر سوائے مایوسی کے اسے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ چنانچہ تکلیف اور دکھ کی موجودگی کی وجہ سے خالق کو موردالزام نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔ بلکہ ان حالات میں دکھ اور تکلیف کا تو ایک تخلیقی کردار ہے اور یہ زحمت تو دراصل ہمارے لئے رحمت کا باعث ہے۔

ان تمام سائنسی تحقیقات اور دریافتوں کے پس منظر میں تکلیف اور بے آرامی سے چھٹکارا پانے کی ایک مستقل جدوجہد ہے جو کارفرما ہے۔ سائنسی تحقیق اور دریافتوں کے محرکات آرام کے حصول کی خواہش پر اس قدر مبنی نہیں جس قدر تکلیف سے نجات حاصل کرنے پر۔ تعیّش دراصل ہے کیا؟ یہ بے آرامی کی حالت سے نسبتاً آرام کی حالت کی طرف جانے کے رجحان میں وسعت کا نام ہے۔

آیئے ایک بار پھر ان معصوم اور دکھی لوگوں کے معاملہ پر مزید غور کریں۔ مثلاً پیدائشی نقائص کے حامل نومولود بچے یا وہ بچے جو بعد میں ٹائیفائیڈ یا کسی اور معذور کر دینے والی بیماری میں مبتلا ہونے کی وجہ سے اندھے، بہرے یا گونگے ہو جاتے ہیں اور جزوی یا مکمل طور پر مفلوج ہو جاتے ہیں۔ جن بچوں کے مرکزی اعصابی نظام کو دوران پیدائش نقصان پہنچ جاتا ہے ان کی حالت مزید بگڑ سکتی ہے اور اس کا نتیجہ دماغی امراض کی صورت میں نکلا کرتا ہے۔ اب کیا یہ سوال درست ہوگا کہ کیوں ایک بچہ مثلاً زید یا بکر تو اس تکلیف میں مبتلا ہے اور عمر یا خالد نہیں؟ علیٰ ہذا القیاس ''الف'' یا ''ب'' کیوں بیمار ہے اور ''ج'' اور ''د'' کیوں نہیں؟ اسی طرح یہ سلسلہ چلتا چلا جائے گا۔ درست سوال صرف یہ ہو سکتا ہے کہ آخر کوئی بھی بچہ اس طرح کیوں بیمار ہوتا ہے؟ اس صورت میں خالق کے پاس ایک ہی راہ باقی رہ جاتی ہے کہ یا تو تمام بچوں کو یکساں صحت مند پیدا کرے یا غیر صحتمند۔ اس سے یہ حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے کہ بچے کی صحت بذات خود ایک نسبتی قدر ہے۔ شاید ہی دو بچے ایسے ملیں جن کی ذہنی و جسمانی صحت اور تمام اعضاء یکساں ہوں۔ دکھ اور تکلیف کے اس مسئلہ کو حل کرنے کیلئے خالق کے متعلق بھی ایک موزوں سوال اٹھایا جا سکتا ہے۔ اگر ایک بچہ جو چھوٹی چھوٹی آنکھیں، ایک بڑی بھدی سی ناک اور دوسرے غیر متناسب نقوش لے کر پیدا ہوا ہو تو کیا وہ اپنے دوسرے خوش نصیب ساتھیوں کی خوبیاں دیکھ کر عمر بھر دکھی نہیں رہے گا؟

صحت اور شکل وصورت کا یہ اختلاف بہت سے لوگوں کو اذیت میں مبتلا کر دے گا۔ کیا مطلق انصاف اور ایمانداری کا یہ تقاضا نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کو صحت اور ظاہری خدوخال میں یکساں پیدا کرتا۔ فکری اور قلبی استعدادوں اور رجحانات کے موازنہ کو بھی شامل کر لیں تو اعلیٰ اور ادنیٰ کا باہمی تضاد بھی زیادہ نمایاں ہو جاتا ہے۔ دونوں انتہاؤں کو چھوڑ کر عام انسانوں سے معمولی فرق بھی انصاف کے خلاف دکھائی دینے لگے گا۔ یکسانیت کو ختم کر کے تنوع پیدا کرنے کیلئے آخر کہیں سے تو ابتداء کرنا ہوگی۔ تنوع اور تفاوت کی نسبت سے تکلیف اور راحت بھی لازماً پیدا ہوگی۔ معذور بچوں کیلئے رحم کے نام پر ترتیب کائنات کے خلاف اعتراض اور چیز ہے لیکن اس سکیم کو بظاہر زیادہ ہمدردانہ اور انصاف پر مبنی سکیم سے بدل دینا ایک اور چیز۔ انسان ابتدائے آفرینش سے موجود کائنات کی اس سکیم کو بدلنے کی کوشش تو کر سکتا ہے لیکن اس کا نعم البدل پیش کرنے کے قابل ہرگز نہیں ہے۔ بالفاظ دیگر ہم اسی سوال کی طرف واپس لوٹتے ہیں کہ کوئی بیماری اور تکلیف آخر ہے کیوں؟ اور یہ کیوں ناگزیر ہے؟ اس سوال کا ایک جواب ہم پہلے ہی اوپر دے چکے ہیں۔

آیئے ایک دہریہ اور ایک مومن کے نقطۂ نگاہ سے اس مسئلہ کا جائزہ لیتے ہیں۔ منطقی لحاظ سے دہریوں کے لئے نہ تو کوئی حل طلب مسئلہ موجود ہے اور نہ ہی کوئی ایسا سوال جس کا جواب مطلوب ہو۔ کیونکہ بقول ان کے وہ اپنی ہستی کے لئے کسی خالق کے محتاج نہیں۔ نیز اگر انہیں اِس اتفاقی تخلیق میں کوئی نقص نظر آتا ہے تو اصولاً کوئی خالق اُن کے سامنے جوابدہ نہیں۔ ہر تکلیف، ہر شامت اعمال اور ہر خوشی کی غیر مساویانہ تقسیم کیلئے صرف چانس یا اتفاق کو ہی ذمہ دار قرار دیا جا سکتا ہے اور اس سے صدیوں پرانی بحث کا خاتمہ ممکن ہے۔ دہریوں کے نزدیک چونکہ اصل خالق چانس یا اتفاق ہے، خواہ اس کا نام نیچر ہی کیوں نہ رکھ لیں جس میں نہ تو شعور ہے نیز یہ بہرا، گونگا، اندھا اور بے ترتیب ہے، اس لئے اگر اس بے ترتیبی میں کوئی نقص رہ جائے تو اسے موردالزام نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔ کسی خالق کے بغیر اتفاقیہ پیدائش بغیر کسی ترتیب، دلیل یا سمت کے لازماً اندھی ہوگی۔

جو لوگ خدا تعالیٰ پر یقین رکھتے ہیں جو خالق ہے ان کیلئے اس جامع منصوبہ کی حکمت اور دانائی کو تسلیم کرنے میں بھی کوئی مشکل نہیں ہونی چاہئے کیونکہ انہیں اس تخلیق میں ایک واضح سمت، توازن اور مقصد نظر آتا ہے۔ اتنی مہارت سے ترتیب دیئے گئے اس رنگا رنگ اور معطر گلدستے میں کہیں کوئی ایک آدھ کانٹا بھی موجود ہو تو کیا اسے بدصورت کہا جا سکتا ہے؟

اگر دہریہ کا وہم درست ہو تو معصوم اور دکھی لوگوں کیلئے نجات کا واحد راستہ صرف موت ہے۔ لیکن تخلیق کے بارہ میں اگر مومن کا نظریہ درست ہو تو اس صورت میں موت ایک بالکل مختلف انداز میں نجات دہندہ بن جاتی ہے۔ ان کیلئے موت ایک نئی زندگی کی ابتدا ہے جو اُن مبتلائے آزار معصوم لوگوں پر لامحدود جزا کے دروازے کھول دیتی ہے۔ اگر وہ اس جزا کا تصور کر سکتے ہوں جو اس دنیوی زندگی میں پہنچنے والی عارضی اذیت کی تلافی کے طور پر ان کی منتظر ہے تو وہ اذیت کے باوجود مسکراتے ہوئے زندگی بسر کریں۔ گویا یہ تکلیف ایک کانٹے کی ہلکی سی چبھن کی مانند ہے جو راحت اور خوشی کی ابدی زندگی کے رستے میں انہیں اٹھانا پڑی ہے۔

ممکن ہے کہ کچھ لوگ پھر بھی مطمئن نہ ہوں اور مصر ہوں کہ چونکہ نہ کوئی خدا ہے اور نہ ہی موت کے بعد کوئی جزا سزا، اس لئے ان کے نزدیک اس جواب کی کوئی اہمیت نہیں۔ اگر ایسا ہے تو اس سوال پر بحث فضول ہے۔ انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ یہ سوال صرف اس صورت میں ہی زیر بحث لایا جا سکتا ہے جب پہلے خدا تعالیٰ کو خالق تسلیم کر لیا جائے۔ اخلاقیات اور کسی امر کے اچھا یا برا ہونے کا سوال صرف اسی وقت پیدا ہوتا ہے جب ہستی باری تعالیٰ پر ایمان بھی ہو۔ اگر خدا ہے تب ہی مذکورہ بالا طریق سے تلافی ممکن ہے اور اسے ہنس کر ٹالا نہیں جا سکتا۔ اور اگر خدا نہیں ہے تو اتفاقی طور پر پہنچنے والی اذیت پر کسی کو بھی موردالزام نہیں ٹھہرا سکتے۔ اس صورت میں ہمیں زندگی اور متعلقہ امور کو محض ایک بے معنی، بے سمت اور بے مقصد اتفاقی سانحہ کے طور پر قبول کرنا ہوگا۔ اور دکھ یا اذیت کو قدرت کے ایک ایسے جزو لاینفک کے طور پر قبول کرنا ہوگا جس سے مفر نہیں اور انسان کو ہر صورت میں اذیت کے ساتھ زندگی گزارنے کا فن سیکھنا ہوگا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اذیت ارتقا کی قوت متحرکہ کا نہایت اہم جزو ہے۔ تاہم اس امر کا فیصلہ ہونا باقی ہے کہ ہستی کے شعور سے حاصل ہونے والی لذت اور اذیت کا توازن کیسے برقرار رکھا جائے؟ لذت اور اذیت کی اس سادہ مساوات میں اگر رنج و الم کا پلّہ بھاری رہے تو اکثریت ایسی زندگی پر موت کو ترجیح دے گی۔ اگر رنج والم میں مبتلا لوگوں کی اکثریت دکھ کے ساتھ سمجھوتہ کرنے کی بجائے شعوری سطح پر اپنی شناخت کو ضائع کرنا ہی پسند کرے گی تو اس صورت میں کائنات کے اس منصوبہ کی حکمت ہی بے معنی ہو کر رہ جائے گی۔ حالانکہ حقیقی زندگی میں ہمارا مشاہدہ مندرجہ بالا مفروضہ کے بالکل برعکس ہے۔ زندگی بسا اوقات اپنے وجود کے شعور کے ساتھ ہر قیمت پر چمٹی رہتی ہے خواہ کتنی ہی تکلیف اور دکھ کیوں نہ برداشت کرنا پڑے۔ غالب اصول تو یہی ہے تاہم بعض استثنائی صورتیں ہیں جو شاذ کالمعدوم کا حکم رکھتی ہیں۔

یاد رکھنا چاہئے کہ رنج والم کا تناظر بدلتا رہتا

ہے۔ یہ ایک مسلسل عمل ہے جو زاویہ ہائے نگاہ کے بدلنے سے بدل جاتا ہے۔ صحتمند لوگ کسی معذور بچے کی حالت کو انتہائی تکلیف دہ خیال کرتے ہیں لیکن وہ جو اس بچے سے بھی زیادہ تکلیف دہ حالت میں ہیں ان کے لئے اس کی یہ حالت قابل رشک ہوتی ہے۔

وسیع تر تناظر میں زندگی کی ہر صورت اپنے سے نیچے یا اوپر کی حالتوں سے بالترتیب بہتر یا کمتر نظر آتی ہے۔ ارتقا کے سفر میں ہمارا اقدار کا شعور بھی ادنیٰ سے اعلیٰ حالتوں کی طرف تبدیل ہوتا چلا گیا ہے۔ اگر ارتقا کے اس ہمہ وقت ترقی پذیر رستے میں بلندی پر واقع مراحل کو کسی بلندتر مقام سے دیکھا جائے تو وہ بھی نسبتاً پست دکھائی دیتے ہیں۔ حیات کی اعلیٰ حالتوں کا ان قدروں سے چولی دامن کا ساتھ ہے جن کا شعور ارتقا کے طویل عمل کے دوران حاصل ہوا۔ اقدار کی اس آگہی اور استعدادوں میں کسی قسم کی کمی یقیناً ایسی اذیت پر منتج ہوگی جو بذات خود ان کی ترقی کیلئے ناگزیر ہے۔ اگر کیڑے کی زندگی کا حیات کی بعض اعلیٰ حالتوں سے موازنہ کریں اور پھر ان کا موازنہ جانوروں کی بعض مزید ترقی یافتہ انواع سے کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ سب کی استعدادیں یکساں نہیں ہیں۔ مثال کے طور پر گلے سڑے نامیاتی مادہ اور گندگی پر پلنے والے کیڑے کسی صورت میں بھی اپنے آپ کو گھاس کے وسیع میدانوں میں آزادی سے گھومتے پھرتے اور نرم گھاس چرتے ہوئے جنگلی گھوڑوں سے بہتر قرار نہیں دے سکتے۔ نہ ہی وہ یہ سمجھ سکتے ہیں کہ وہ ان سے گھٹیا اور کم تر درجہ رکھتے ہیں۔ ہر دو انواع کے مختلف جہان ہیں مختلف صلاحیتیں، مختلف ضروریات اور مختلف خواہشات ہیں بشرطیکہ کیڑے بھی خواہشات رکھتے ہوں۔

تاہم یہ عدم توازن کسی ناانصافی پر دلالت نہیں کرتا۔ مثال کے طور پر چند ایسے ہٹے کٹے کیڑوں کا تصور کیجئے جو بظاہر اپنے ماحول سے مکمل طور پر ہم آہنگ ہوں اور اپنی موجودہ صلاحیتوں پر قانع ہوں اور نہ ہی اپنے محسوسات سے ہٹ کر کوئی خواہش کر سکتے ہوں۔ اس کے باوجود اگر اذیت میں مبتلا بچے کو کسی کیڑے کی خوشحال زندگی سے بدلنے کی پیشکش کی جائے تو کیا وہ اس پر موت کو ترجیح نہیں دے گا؟

محض انسانی زندگی اور اس زندگی کی ان اعلیٰ حالتوں کا شعور جن سے اسے نوازا گیا ہے، ہی بالعموم اذیت کے احساس کو کم کرنے کے لئے کافی ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اذیت بہرحال ایک نسبتی حالت ہے۔ اذیت کی بنیادی وجہ احساس محرومی ہے۔ جب معروف اور پسندیدہ اقدار کو نقصان پہنچتا ہے تو اذیت کا شعور جنم لیتا ہے۔

یہ صرف اسی وقت ممکن ہے جب انسان ان اقدار کی لذت کا مزہ چکھ چکا ہو یا دوسروں کو ان سے لطف اندوز ہوتے دیکھ چکا ہو۔ چنانچہ ان اقدار میں کمی جن سے کبھی وہ خود لطف اندوز ہو چکا ہو یا اوروں کو ان قدروں سے لطف اندوز ہوتا دیکھے لیکن خود اس لذت سے محروم ہو، یہ دونوں ایسے مضبوط عوامل ہیں جو اذیت کا باعث ہوا کرتے ہیں۔ البتہ ان اقدار کی عدم موجودگی اذیت کا باعث نہیں بن سکتی جن کا انسان کو علم ہی نہ ہو۔ لہٰذا اگر اذیت محض کسی محرومی کی علامت نہیں تو اور کیا ہے؟ اس حقیقت کے باوجود کہ اذیت کا ذمہ دار خاص صدمات کو ہی قرار نہیں دیا جا سکتا، گہرے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اذیت کا ہر احساس دراصل کسی محرومی کے احساس ہی سے پیدا ہوتا ہے۔

حواس کی تخلیق اور ارتقا، سود وزیاں، لذت اور اذیت کی اس لمبی اور نہ ختم ہونے والی کشمکش ہی کا نتیجہ ہے۔ یہ دونوں وہ موثر ترین مخفی تخلیقی عوامل ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے ہمارے حواس خمسہ انہی عوامل کی باہمی کشمکش کا نتیجہ ہیں جو لاکھوں سالوں پر محیط ارتقا کے عمل کے دوران بتدریج معرض وجود میں آگئے۔ راحت اور اذیت بذات خود نظام شعور کی تخلیق کا باعث نہیں ہیں۔ تکلیف اور خوشی از خود اعصابی نظام تخلیق نہیں کر سکتے۔ اور اس شعوری نظام کی عدم موجودگی میں کسی راحت واذیت کا سرے سے کوئی وجود ہی نہیں ہوتا۔ عدم سے وجود کیونکر ممکن ہے؟ عدم شعور اربوں کھربوں سالوں میں بھی شعور کی نہ تو تخلیق کر سکتا ہے اور نہ ہی اس کی تشکیل۔

اس کے لئے ایک باشعور خالق کی ضرورت ہے جو موت کو شعور عطا کرے اور اس سے زندگی پیدا کرے۔ یوں لگتا ہے جیسے خالق کل نے ایک ایسے طریق پر جو اب تک ایک سربستہ راز ہے لذت اور اذیت کو ان اعضاء کی تخلیق کے لئے استعمال کیا ہے جو لذت واذیت کو محسوس کرتے ہیں۔ اس حیرت انگیز شاہکار کی تخلیق میں اذیت کے کردار کو ختم کر دینے سے زندگی اپنے آپ سے محض ایک بیگانہ اور بےحس نباتاتی مواد کی صورت میں رہ جائے گی۔ شعور کی اس حیرت انگیز صلاحیت کے مقابل پر اذیت اور محرومی کی محدود اور استثنائی مثالیں کیا کوئی مہنگا سودا ہے؟

یاد رکھیں کہ اسلام کے نزدیک بدی ایک ایسا سایہ ہے جو روشنی کی عدم موجودگی سے پیدا ہوتا ہے۔ بذات خود اس کا کوئی مثبت وجود نہیں۔ روشنی کے ماخذ کا تصور تو کیا جا سکتا ہے مثلاً لیمپ یا سورج مگر تاریکی کے ماخذ کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ کوئی چیز اندھیرے کا ماخذ اس وقت بنتی ہے جب اس میں روشنی کو روکنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے۔ اسی طرح یہ نیکی کی عدم موجودگی ہی ہے جو بدی کہلاتی ہے اور بدی کے مختلف مدارج کا انحصار نیکی روکنے والے واسطے کی کثافت پر ہے۔

کسی چیز کو حاصل کر لینے کا شعور ہی لذت کہلاتا ہے اور اس چیز کا نقصان یا کھو دینے کا اندیشہ درد یا اذیت کہلائے گا۔

لیکن یہ ضروری ہے کہ یہ دونوں دو انتہاؤں کے طور پر بیک وقت موجود رہیں۔ یعنی ایک کو ختم کرنے سے دوسرا خود بخود ختم ہو جائے گا۔ نتیجۃً کوئی شخص بھی اذیت اور لذت، نیکی اور بدی کے اس تخلیقی نظام میں نہ تو دخل اندازی کر سکتا ہے اور نہ ہی اسے تبدیل کرنے پر قادر ہے۔ یہ انسانی ہمدردی کے بس سے باہر ہے کہ وہ زندگی کو ختم کئے بغیر اذیت کو ختم کر سکے۔

(الہام، عقل، علم اور سچائی۔ صفحہ 157 تا 168 ایڈیشن 2007ء مطبوعہ UK)

☆..................☆..................☆

غزل

یادوں کو سینے سے لگائے ایک زمانہ بیت گیا
اشکوں کو پلکوں پہ بٹھائے ایک زمانہ بیت گیا

شب بھر اس امید پہ گزری چاند زمیں پر اترے گا
قلب و نظر کے دیپ جلائے ایک زمانہ بیت گیا

جس نے جاں کو کیا معطر میری روح کو مہکایا
اس خوشبو سے ہاتھ ملائے ایک زمانہ بیت گیا

عزمِ یقیں نے جھکنے دیا نہ ہم کو غیر کے قدموں میں
بت خانے میں سیس جھکائے ایک زمانہ بیت گیا

روشن ہیں اس ارض و سما کے مہر و نجم اور مہ پارے
اِن اسرار سے پردہ اٹھائے ایک زمانہ بیت گیا

چہک رہے ہیں پنچھی اب بھی جذبوں کے اس گلشن میں
نغموں کو تھپکی سے سلائے ایک زمانہ بیت گیا

کوئی بتائے ان کے فیض کا پھر کب بچھے گا دسترخوان
ان کے ہاتھ سے لقمہ کھائے ایک زمانہ بیت گیا

سوزِ نفس سے نآزؔ نے بھی کچھ شعر کہے ہیں الفت میں
ان کو پھر سے دُھن میں لائے ایک زمانہ بیت گیا

ٹی۔زیڈ۔ نازؔ

وصایا

ضروری نوٹ

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو **دفتر بہشتی مقبرہ** کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر121274 میں Khadijah Fauzia

بنت Fazal Ahamd قوم...... پیشہ طالب علم عمر16 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن Kemang/ Parung ضلع و ملک انڈونیشیا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 20 ستمبر 2014ء میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ 2لاکھ 25ہزار انڈونیشین روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔ الامۃ۔ Khadijah Fauzia گواہ شد نمبر1۔ Fazal Ahmad s/o Arif Dastaman گواہ شد نمبر2۔ Arif Dastaman s/o Mohammad Musa

مسل نمبر121275 میں Ahmad Dimyati

ولد Surahman قوم...... پیشہ کسان عمر51 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن Manislor ضلع و ملک انڈونیشیا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 19 مئی 2014ء میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (1) زمین 112SQM اس وقت مجھے مبلغ 5لاکھ انڈونیشین روپے ماہوار بصورت کسان مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔ العبد۔ Ahmad Dimyati گواہ شد نمبر1۔ Hamid s/o Bunyamin گواہ شد نمبر2 Sukri Ahmad s/o Suparta

مسل نمبر121276 میں Ali Faraz Ch.

ولد Mushtaq Sharif Ch. قوم کبوہ جٹ پیشہ طالب علم عمر17 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن Bielefeld ضلع و ملک جرمنی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ یکم مارچ 2015ء میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ 50 یورو ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔ العبد۔ Ali Faraz Ch. گواہ شد نمبر1۔ Mushtaq Sharif Ch. گواہ شد نمبر2۔ Rasheed Ahmad s/o Muhammad Saleem

مسل نمبر121277 میں Fazeel Ahmad

ولد Ifitkhar Ahamd قوم باجوہ پیشہ طالب علم عمر23 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن شرق اوسط ضلع و ملک...... بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 16 جنوری 2015ء میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ 100 دینار ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔ العبد۔ Fazeel Ahamd گواہ شد نمبر1۔ Malik Bashir Ud Din Khan s/o Malik Zahoor Ud Din گواہ شد نمبر2۔ Nasir Ahmad s/o Muhammad Afzal

مسل نمبر121278 میں Naila tariq

بنت Tariq Mahmood Zaffar قوم...... پیشہ طالب علم عمر16 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن نیروبی ضلع و ملک کینیا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 16 نومبر 2014ء میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ 1000 کینین شیلنگ ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔ الامۃ۔ Naila Tariq گواہ شد نمبر1۔ Tariq Mahmood Zaffar s/o Haji Abdul Raheed گواہ شد نمبر2۔ Azhar Ahmad Bhatti s/o Muzaffar Ahmad Bhatti

مسل نمبر121279 میں عمان احمد بلوچ

ولد سلطان احمد بلوچ قوم بلوچ پیشہ کاروبار عمر23 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن دارالانوار ربوہ ضلع و ملک چنیوٹ پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 25 اکتوبر 2014ء میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ 6ہزار روپے ماہوار بصورت کاروبار مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔ العبد۔ عمان احمد بلوچ گواہ شد نمبر1۔ لقمان احمد بلوچ ولد سلطان احمد بلوچ گواہ شد نمبر2۔ عثمان احمد بلوچ ولد سلطان احمد بلوچ

مسل نمبر121280 میں نعمان احمد

ولد بشارت احمد قوم گجر پیشہ طالب علم عمر22 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن دارالیمن وسطی سلام ربوہ ضلع و ملک چنیوٹ پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 16 جون 2015ء میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ 300 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔ العبد۔ نعمان احمد گواہ شد نمبر1۔ خلیل احمد طاہر ولد حمید احمد گواہ شد نمبر2۔ ظفر احمد ولد عبدالحمید

مسل نمبر121281 میں امۃ النور تانیہ

بنت شفیق احمد قوم سلہری پیشہ طالب علم عمر17 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن نصیر آباد سلطان ربوہ ضلع و ملک چنیوٹ پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 4 جولائی 2015ء میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ 300 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔ الامۃ۔ امۃ النور تانیہ گواہ شد نمبر1۔ شفیق احمد ولد صلاح الدین گواہ شد نمبر2۔ عمران عدیل ولد غلام احمد

مسل نمبر121282 میں بشیر الدین حمید

ولد حمید احمد قوم جٹ پیشہ کاروبار عمر47 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن فیکٹری ایریا سلام ربوہ ضلع و ملک چنیوٹ پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 26 جون 2015ء میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ 7500 روپے ماہوار بصورت کاروبار مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔ العبد۔ بشیر الدین حمید گواہ شد نمبر1۔ محمد احمد ولد غلام احمد گواہ شد نمبر2۔ ریاض احمد ولد عبداللہ خاں

مسل نمبر121283 میں محمد اسماعیل

ولد محمد ابراہیم قوم جٹ پیشہ خادم مسجد عمر50 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن دارالعلوم غربی خلیل ربوہ ضلع و ملک چنیوٹ پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ...... میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ 5ہزار روپے ماہوار بصورت خادم مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔ العبد۔ محمد اسماعیل گواہ شد نمبر1۔ راجہ محمد عبداللہ خان ولد راجہ فیروز الدین گواہ شد نمبر2۔ اللہ یار ناصر ولد علی محمد

مسل نمبر121284 میں محمد سلیم بٹ

ولد محمد حنیف بٹ قوم بٹ پیشہ گھریلو ہنر مند مزدوری عمر50 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن دارالعلوم غربی خلیل ربوہ ضلع و ملک چنیوٹ پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ...... میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (1) پلاٹ 5 مرلہ 9لاکھ 50ہزار روپے اس وقت مجھے مبلغ 3ہزار روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔ العبد۔ محمد سلیم بٹ گواہ شد نمبر1۔ راجہ محمد عبداللہ خان ولد میاں فیروز الدین گواہ شد نمبر2۔ محمد یحیٰ بٹ ولد محمد سلیم بٹ

مسل نمبر121285 میں امۃ الحفیظ

زوجہ بشارت احمد قوم گل پیشہ ملازمت عمر56 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ربوہ ضلع و ملک چنیوٹ پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ یکم جولائی 2015ء میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (1) جیولری 3 تولہ 1لاکھ 50ہزار روپے (2) حق مہر 12ہزار روپے اس وقت مجھے مبلغ 32800 روپے ماہوار بصورت تنخواہ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔ الامۃ۔ امۃ الحفیظ گواہ شد نمبر1۔ بشارت احمد ولد چوہدری علی احمد گواہ شد نمبر2۔ ادریس احمد ولد چوہدری سلطان احمد

مسل نمبر121286 میں حافظ عطاء المکرم

ولد عبدالماجد قوم قریشی پیشہ طالب علم عمر18 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن دارالیمن وسطی سلام ربوہ ضلع و ملک چنیوٹ پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 15 جون 2015ء میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ 200 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔ العبد۔ عطاء المکرم گواہ شد نمبر1۔ غازی محمد یعقوب ولد ڈاکٹر عبدالقادر گواہ شد نمبر2۔ ظفر احمد ولد عبدالحمید

مسل نمبر121287 میں طلحہ محمود

ولد راشد محمود قوم...... پیشہ طالب علم عمر18 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن دارالیمن وسطی سلام ربوہ ضلع و ملک چنیوٹ پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 15 جون 2015ء میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ 200 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔ العبد۔ طلحہ محمود گواہ شد نمبر1۔ مبشر احمد ولد منیر احمد گواہ شد نمبر2۔ غازی محمد یعقوب ولد ڈاکٹر عبدالقادر

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری لندن تحریر کرتے ہیں کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 14 نومبر 2015ء کو بوقت 10:30 بجے صبح درج ذیل نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

مکرم عبدالباسط راجپوت صاحب

مکرم عبدالباسط راجپوت صاحب ابن مکرم مولوی غلام مصطفیٰ صاحب مرحوم آنریری مربی سلسلہ مانچسٹر یو کے مورخہ 10 نومبر 2015ء کو بعارضہ کینسر 80 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ آپ 1962ء میں پاکستان سے یو کے شفٹ ہوئے تو سالہا سال تک مقامی جماعت میں جنرل سیکرٹری کے علاوہ کئی حیثیتوں سے خدمت کی توفیق پائی۔ علاوہ ازیں مانچسٹر نارتھ جماعت کے صدر، ناظم انصاراللہ اور مجلس انصاراللہ کے رکن خصوصی بھی رہے۔ جماعت سینٹر کے قیام سے قبل ان کے گھر پر ہی نماز باجماعت کا انتظام ہوا کرتا تھا۔ آپ نماز باجماعت کے پابند، مالی قربانی میں پیش پیش، اطاعت کا مثالی نمونہ دکھانے والے اور خدمت دین کا جذبہ رکھنے والے نیک اور مخلص انسان تھے۔ خلافت سے گہری محبت، عقیدت اور اخلاص و وفا کا تعلق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ محترم مولانا غلام احمد صاحب بدوملہی مرحوم مربی سلسلہ کے بھتیجے تھے۔

مکرم چوہدری محمد اکرم صاحب

مکرم چوہدری محمد اکرم صاحب ابن مکرم چوہدری عنایت اللہ صاحب مرحوم سابق کارکن بک شاپ بیت الفضل لندن مورخہ 9 نومبر 2015ء کو بعارضہ کینسر 63 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ آپ کو قریباً پانچ سال بیت الفضل لندن کی بک شاپ میں کارکن کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ نماز باجماعت کے پابند، چندہ جات کی ادائیگی میں باقاعدہ، خلافت کے اطاعت گزار، خدمت دین کرنے والے نیک اور مخلص انسان تھے۔ تادم آخر اپنی ضعیف والدہ کی خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ نے اپنا حصہ جائیداد اپنی زندگی میں ہی ادا کر دیا تھا۔ پسماندگان میں والدہ اور اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے چھوٹے بھائی مکرم ناصر احمد صاحب بھلی مربی سلسلہ آجکل نظارت اصلاح وارشاد رشتہ ناطہ ربوہ میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

نماز جنازہ غائب

مکرمہ صغیرہ بی بی صاحبہ

مکرمہ صغیرہ بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم فتح محمد صاحب گجراتی درویش مرحوم قادیان مورخہ 26 اکتوبر 2015ء کو 78 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ 1954ء میں آپ کی شادی مکرم فتح محمد صاحب گجراتی کے ساتھ ہوئی جنہیں 313 درویشوں میں شامل ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ نے دور درویشی اپنے خاندان کے ساتھ صبر وشکر اور ہمت کے ساتھ سے گزارا اور باوجود بہت تنگی کے اپنے بچوں کی دینی و دنیاوی تعلیم و تربیت کے لئے اہم کردار ادا کیا۔ آپ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں پانچ بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کی دو بیٹیاں نصرت گرلز ہائی سکول قادیان میں بطور ٹیچر خدمت کی توفیق پا رہی ہیں۔

مکرمہ عزیزہ محمود صاحبہ

مکرمہ عزیزہ محمود صاحبہ اہلیہ مکرم حکیم محمود احمد صاحب مرحوم یو کے مورخہ 3 اکتوبر 2015ء کو حرکت قلب بند ہوجانے کی وجہ سے وفات پا گئیں۔ آپ حضرت نظام الدین صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کی بیٹی تھیں جو نیروبی مشرقی افریقہ جانے والے پہلے مربی سلسلہ تھے اور حکیم سراج الدین صاحب مرحوم آف بھاٹی گیٹ لاہور کی بہو تھیں۔ آپ عبادت گزار، ہر ایک کے دکھ سکھ میں شریک ہونے والی، صلہ رحمی کرنے والی، غریب پرور اور مخلص نیک خاتون تھیں۔ نظام جماعت اور خلافت کے ساتھ اخلاص اور وفا کا گہرا تعلق تھا۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

مکرم ابوسلطانوف سعید امین صاحب

مکرم ابوسلطانوف سعید امین صاحب چیچنیا حال فرانس مورخہ 26 اکتوبر 2015ء کو 41 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ آپ چیچنیا کے اولین احمدیوں میں سے تھے۔ آپ کو جلسہ سالانہ یو کے میں شرکت اور یہاں کے روحانی ماحول سے متاثر ہونے کی وجہ سے قبول احمدیت کی سعادت ملی۔ نمازوں کے پابند، چندہ جات میں باقاعدہ، دعوت الی اللہ کا شوق رکھنے والے، ہر ایک کے ہمدرد، نیک اور مخلص انسان تھے۔ خلافت سے گہری وابستگی، اطاعت اور اخلاص و محبت کا تعلق تھا۔ اپنے بچوں کی نیک تربیت کے لئے کوشاں رہتے تھے۔ آپ باقاعدگی سے حضور انور کا خطبہ جمعہ رشین زبان میں سنتے تھے۔ آپ کو بہت فکر رہتی تھی کہ چیچن قوم جلد احمدیت قبول کرے۔ مربیان سلسلہ کے ساتھ مل کر دعوت الی اللہ کے کاموں میں پیش پیش رہتے تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں جو سب خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدی ہیں۔

مکرم ڈاکٹر عبدالرشید صاحب

مکرم ڈاکٹر عبدالرشید صاحب ابن مکرم ڈاکٹر عبدالغنی صاحب جناح ٹاؤن سیالکوٹ مورخہ 29/28 اکتوبر 2015ء کی درمیانی رات 75 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ آپ نمازوں کے پابند، چندہ جات میں باقاعدہ، جماعتی خدمت میں پیش پیش نیک اور مخلص انسان تھے۔ خلافت سے گہری وابستگی تھی۔ حضور کے خطبات باقاعدگی سے سنتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

مکرمہ رسول بیگم صاحبہ

مکرمہ رسول بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری بشیر احمد وڑائچ صاحب مرحوم گزشتہ دنوں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ آپ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، غریب پرور، صلہ رحمی کرنے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت کے ساتھ نہایت محبت اور عقیدت کا تعلق تھا۔ خطبات جمعہ بڑی باقاعدگی اور توجہ سے سنا کرتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں چار بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم نعیم احمد خرم صاحب ہالینڈ میں مربی انچارج کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

مکرم ایدی بخاری صاحب

مکرم ایدی بخاری صاحب واقف زندگی عوامی جمہوریہ کونگو مورخہ 31 اکتوبر 2015ء کو 53 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ آپ عوامی جمہوریہ کونگو کے سب سے پہلے لوکل مربی اور دیرینہ خادم سلسلہ تھے۔ آپ 1962ء میں ایک عیسائی گھرانہ میں پیدا ہوئے۔ دوران تعلیم اسلام قبول کیا اور پھر اسلامی تعلیم حاصل کرنے کے لئے تنزانیہ چلے گئے جہاں ایک دن احمدیہ بک سٹال سے جماعت کا تعارف ہوا اور آپ نے بیعت کر لی۔ 1987ء میں آپ نے مورو گورو تنزانیہ میں جامعۃ المبشرین میں داخلہ لیا اور 1990ء میں فارغ التحصیل ہونے کے بعد کونگو واپس چلے گئے اور کنشاسا میں مربی سلسلہ کی حیثیت سے خدمت بجالاتے رہے۔ علاوہ ازیں روانڈا اور یوگنڈا میں بھی خدمت کی توفیق پائی۔ اس دوران ایک دفعہ آپ شدید بیمار بھی ہوگئے لیکن حضور انور کی دعاؤں سے معجزانہ طور پر شفایاب ہوئے۔ اس بیماری کا آپ کی ٹانگ پر بھی اثر ہوا مگر اس معذوری کو بھی آپ نے خدمت دین کی راہ میں حائل نہیں ہونے دیا۔ مشکل حالات میں بھی ہمیشہ صبر وشکر کا ہی اظہار کیا۔ بہت پرجوش داعی الی اللہ تھے۔ سواحیلی زبان پر عبور حاصل تھا۔ بہت اچھے مقرر تھے، نہایت ہنس مکھ، خلافت کے عاشق اور جماعت کا درد رکھنے والے نیک اور مخلص انسان تھے۔ اپنے بچوں کو بھی نظام جماعت سے وابستہ رکھا نیز ایک بیٹے کو وقف بھی کیا۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 11 بچے یادگار چھوڑے ہیں۔

مکرم محمد شریف چیمہ صاحب

مکرم محمد شریف چیمہ صاحب ابن مکرم محمد حسین چیمہ صاحب مرحوم دارالصدر شمالی ربوہ مورخہ یکم نومبر 2015ء کو 96 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ آپ صوم وصلوٰۃ کے پابند، دعا گو، سادہ مزاج، درویش صفت، نیک اور مخلص انسان تھے۔ ہمیشہ اپنی اولاد کی نیک تربیت کے لئے کوشاں رہتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

مکرمہ مسرت سلطان صاحبہ

مکرمہ مسرت سلطان صاحبہ اہلیہ مکرم سلطان احمد کھوکھر صاحب ربوہ مورخہ 16 ستمبر 2015ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ آپ حاجی رحمت اللہ صاحب رفیق حضرت مسیح موعود اور سابق امیر جماعت راہوالی ضلع جالندھر کی پڑپوتی تھیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، مہمان نواز، غریب پرور اور نظام جماعت سے گہرا تعلق رکھنے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ ایک بیٹی اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

مکرم محمد اشرف کھوکھر صاحب

مکرم محمد اشرف کھوکھر صاحب ابن مکرم محمد شفیع صاحب ٹھیکیدار آف تلونڈی کھجوراں والی ضلع گوجرانوالہ مورخہ 26 ستمبر 2015ء کو طویل علالت کے بعد حرکت قلب بند ہونے سے 76 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ آپ نہایت خوش مزاج، بڑے باہمت، نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ نظام جماعت اور خلافت سے گہری محبت، اخلاص اور عقیدت کا تعلق تھا۔ جماعتی پروگراموں اور جلسوں میں باقاعدگی سے شمولیت کرتے تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور 6 بیٹے یادگار

باقی صفحہ 8 پر

خالص سونے کے زیورات کا مرکز
الفضل اینڈ کاشف جیولرز
گولبازار ربوہ
فون دکان: 047-6215747
رہائش: 047-6211649
میاں غلام مرتضیٰ محمود

گوندل کے ساتھ پچاس سال
گوندل کراکری سے گوندل بینکوئیٹ ہال
ترقی معیار اور خدمت کی گولڈن جوبلی
بکنگ آفس: گوندل کیٹرنگ گولبازار ربوہ
ہال: سرگودھا روڈ ربوہ
فون: 0333-7703400, 0301-7979258, 047-6212758

باقی از صفحہ 7: نماز جنازہ حاضر و غائب

چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم قیصر محمود طاہر صاحب ہیٹی میں مربی سلسلہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

مکرمہ عطیہ حکیم تنولی صاحبہ

مکرمہ عطیہ حکیم تنولی صاحبہ ہیوسٹن امریکہ مورخہ 5 نومبر 2015ء کو طویل علالت کے بعد بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ مرحومہ نے اپنی بیماری کا تمام عرصہ نہایت ہمت، حوصلہ اور صبر سے گزارا۔ پاکستان قیام کے دوران شدید جماعتی مخالفت کے حالات کا بڑی بہادری سے ڈٹ کر مقابلہ کرتی رہیں۔ آپ بہت نیک، مخلص اور باوفا بزرگ خاتون تھیں۔

عزیزم فائز احمد کاہلوں صاحب

عزیزم فائز احمد کاہلوں صاحب واقف نو ابن مکرم صدیق احمد صاحب کاہلوں جرمنی مورخہ 7/اکتوبر 2015ء کو 23 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ مرحوم پیدائشی طور پر خون کی ایک بیماری میں مبتلا تھے۔ لیکن اس کے باوجود جماعتی کاموں میں ہمیشہ پیش پیش رہتے اور اپنی بیماری کو کبھی جماعتی خدمت میں روک نہیں بننے دیا۔ آپ کو اپنی مجلس میں ناظم دعوت الی اللہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ نمازوں کے پابند، صدقہ و خیرات کرنے والے، باقاعدگی سے چندہ جات کی ادائیگی کرنے والے اور مخلص نوجوان تھے۔ خلافت سے گہری محبت اور اخلاص و وفا کا تعلق تھا۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

شکر قندی۔ غذائیت اور فوائد پر مشتمل غذا

یہ سردی کا توانائی بخش تحفہ ہے۔ اسے بھون کر یا اُبال کر جس طرح سے کھایا جائے اس میں شامل اجزاء میں کیلشیم، پوٹاشیم، وٹامن A اور وٹامن C کے علاوہ وٹامن B6 کی خاصی مقدار ہوتی ہے۔

علاوہ ازیں اس کے استعمال سے ہوموسٹین نامی کیمیائی مادہ میں کمی ہوتی ہے۔ یہ مادہ خون کی شریانوں اور وریدوں کو سخت کرتا ہے جس سے خون کی روانی میں کمی آ جاتی ہے۔

سردیوں میں نزلہ زکام کے اثرات کو کم کرنے میں وٹامن C کی ضرورت بھی شکر قندی میں موجود وافر وٹامن C کے ذریعے حاصل کر کے پوری کی جا سکتی ہے۔

شکر قندی میں موجود وٹامن D قوت مدافعت میں اضافہ کرتا ہے اور جلد، اعصاب اور دانتوں کے لئے مفید ہے۔ اس میں شامل پوٹاشیم جسم سے زائد سوڈیم کے اخراج کا سبب بن کر دل کی دھڑکن کو اعتدال میں رکھتا ہے جبکہ میگنیزیم دل کی شریانوں، عضلات اور اعصاب کی کارکردگی بہتر کر کے جسم پر پڑنے والے دباؤ کو کم کرتا ہے اس لئے اس کو دافع دباؤ معدن کا نام بھی دیا جاتا ہے۔

شکر قندی سے تیار ڈشز میں شکر قندی کی کھیر اور حلوہ یا کھٹی میٹھی چاٹ بھی بنائی جاتی ہے۔

شکر قندی کے اندرونی رنگ میں پیلاہٹ یا زردی مائل جلد نظر آئے تو وہی جزو بیٹا کیروٹین ہے جو مختلف سرطانوں سے بچاؤ میں مدد دیتا ہے۔

(ماہنامہ ڈالڈا اکتوبر 2015ء)

ربوہ میں طلوع و غروب 20 نومبر

طلوع فجر	5:15
طلوع آفتاب	6:38
زوال آفتاب	11:54
غروب آفتاب	5:09

ایم ٹی اے کے اہم پروگرام

20 نومبر 2015ء

6:25 am	جلسہ سالانہ یو ایس اے یکم جولائی 2012ء
9:00 am	خطبہ جمعہ Live
12:20 pm	پریمیئر آف انٹاریو میں استقبالیہ تقریب 16 جولائی 2012ء
1:20 pm	راہ ہدیٰ
4:00 pm	دینی و فقہی مسائل

زمین پر اکڑ کر چلنا خدا تعالیٰ کو پسند نہیں۔

اٹھوال فیبرکس
اتحاد کاٹن + گرم مرینہ وول + لیلن
سردیوں کی تمام ورائٹی چیلنج ریٹ پر
ملک مارکیٹ ریلوے روڈ ربوہ اعجاز احمد اٹھوال: 0333-3354914

WARDA فیبرکس
خوشخبری
لیلن 4P، کھدر 4P، کاٹن 4P
فیکٹری ریٹ پر حاصل کریں
چیمہ مارکیٹ ربوہ: 0333-6711362

SAHARA FOR LIFE TRUST UNO CERTIFIED NGO
سہارا ڈائیگناسٹک لیبارٹری کولیکشن سنٹر
وقت ہمارا اہمیت آپ کی
لیڈیز کیلئے لیڈیز سٹاف
کولیکشن سنٹر کا سٹاف آپ کی خدمت کے لئے ہمہ وقت مصروف عمل
اب اہلیان ربوہ کو خون، پیشاب اور پیچیدہ بیماریوں مثلاً ہیپاٹائٹس بی اور سی کے ہر قسم کے ٹیسٹ اور PCR مثلاً HCV BY PCR QUALITATIVE QUANTITATIVE, HBV DNA BY PCR QUALITATIVE, HCV BY PCR GENOTYPING, HCV BY PCR QUANTITATIVE HBV DNA BY PCR آپریشن سے نکلنے والی غدود، پتہ، رسولی وغیرہ کے BIOPSY ٹیسٹ کروانے لاہور یا بیرون شہر جانے کی ضرورت نہیں۔
یہاں ٹیسٹ جمع کروائیں اور کمپیوٹرائزڈ بل حاصل کریں یہاں سے ہی آن لائن رپورٹ حاصل کریں۔ اپنا قیمتی وقت اور اضافی خرچ بچائیں۔
روٹین کے ٹیسٹ: نیز ہڈیوں سے متعلقہ تمام ٹیسٹ جوڑوں، گھٹنوں، گنٹھیاں وغیرہ
CA-125 IGE VIT-D LEVEL T3,T4,TSH(TFT) HBA1C HBS AG ANTI HCV BY ELISA روزانہ کی بنیاد پر پرفارم کیے جاتے ہیں
کینسر کی ابتدائی تشخیص، الرجی کی ابتدائی تشخیص، ہڈیوں میں VIT-D کی کمی، اعصابی تناؤ تھکاوٹ کاہلی سستی، تین ماہ کا شوگر ریکارڈ، ہیپاٹائٹس B، ہیپاٹائٹس C
گائنی سے متعلقہ ٹیسٹ: ہارمونز لیول ESTRADIOL PROLECTHN LH FSH روزانہ کی بنیاد پر پرفارم کیے جاتے ہیں
☆ بیرون شہر سے آنے والے تمام وزٹنگ کنسلٹنٹ اور لاہور، فیصل آباد، سرگودھا کے ڈاکٹر صاحبان کے تجویز کردہ ٹیسٹ پرفارم کیے جاتے ہیں۔ ☆ انٹرنیشنل سٹینڈرڈ لیبارٹریز کے مقابلہ میں ریٹ 50% تک کم
☆ ایک فون کال پر گھر سے سیمپل بلا معاوضہ کولیکٹ کرنے کی سہولت
☆ اپلائی کرنے والے احباب و خواتین ریکوائرمنٹ کے مطابق تمام ٹیسٹوں سے مستفید ہو سکتے ہیں۔
☆ جماعتی کارکنان کیلئے 10% خصوصی رعائیت
مستحق مریضوں کیلئے 5% خصوصی رعائیت۔
اوقات کار صبح 8:00 بجے تا رات 10:00 بجے تک۔ بروز جمعہ وقفہ 12:30 تا 1:30 بجے دوپہر۔
پتہ: نزد فیصل بنک گولبازار ربوہ
Ph: 0476215955
Mob: 03336700829
03337700829

Skylite Networks (Pvt.) Ltd. Skylite Networks (Pvt.) Ltd. Skylite Networks (Pvt.) Ltd.
STAFF REQUIRED
Skylite NETWORKS
The Skylite Networks (Pvt.) Ltd. Requires following Staff for Rabwah Office
HR Personnel
Qualification: MBA (HR) BBA (Hons.)
Experience: Minimum 2 years in HR Department
Admin Manager
Qualification: MBA / BBA (Hons.)
Experience: Minimum 2 years in a Reputed Firm
Senior Web / Application Developer
Qualification: Bachelor in Computer Sciences or Higher
Experience: Minimum 2 years of Web / Application Development
Interested Candidates send their CVs at: jobs@skylite.com
Along with their documents and an introductory letter from their relevant Sadar Jama'at.
For Further Information: Call: 047-6215742
M/s Skylite Networks (Pvt.) Ltd.
4/14, 1st Floor, Bank Al-Falah, Gol Bazar, Rabwah. Distt. Chiniot.
Skylite Networks (Pvt.) Ltd. Skylite Networks (Pvt.) Ltd. Skylite Networks (Pvt.) Ltd.

الحمید ہومیو کلینک اینڈ سٹورز
عامر کلر لیب کے سامنے تشریف لائیں۔
ڈاکٹر عبدالحمید صابر (ایم۔اے) 0344-7801578
فون: 047-6211510

کریسنٹ فیبرکس
ریشمی فینسی، سوٹ اور برائیڈل سوٹ کا مرکز
نیز فینسی لیلن بوتیک اور Winter کے پرنٹ سوٹ
لیلن کھدر کاٹن مرینہ کے New ڈیزائن 2015/16
Colors of Life نیز تمام قسم کی میچنگ دستیاب ہے
ملک مارکیٹ ریلوے روڈ ربوہ
پروپرائیٹر: ولید احمد ظفر ولد مرتضٰی احمد 0333-1693801

DEUTSCHE SPRACH SCHULE
INSTITUTE OF GERMAN LANGUAGE
جرمن زبان سیکھئے
20 دسمبر سے نئی کلاس کا آغاز ہوگا۔ داخلہ جاری
GOETHE کا کورس اور ٹیسٹ کی مکمل تیاری کروائی جاتی ہے۔
رابطہ: عمران احمد ناصر
مکان نمبر 51/17 دارالرحمت وسطی ربوہ 0334-6361138

FR-10

بونینزا۔ ورثہ۔ القیصر S to XL
مردانہ ویسٹ کوٹ S تا XXX
سپیشل آفر مردانہ شلوار قمیص سادہ 1000 کڑھائی 1200
رینبو فیشن
ریلوے روڈ ربوہ: 6214377

حامد احمد
حامد ڈینٹل لیب (ڈینٹل ہائیجنسٹ)
تمام جراثیم سے پاک آلات کے ساتھ نئے اور جدید طریقہ طرز کے ساتھ علاج کروائیں۔
یادگار روڈ بالمقابل دفتر انصاراللہ ربوہ
رابطہ: 0345-9026660, 0336-9335854

نیا موسم، نئے ڈیزائن، نئی ورائٹی
صاحب جی فیبرکس
نیز مردانہ برانڈڈ ورائٹی دستیاب ہے۔
New Toyota Hiace Van Grand saloon Japanese رینٹ پر دستیاب ہے۔
ریلوے روڈ ربوہ پاکستان +92-3337-6257997
0092-476212310 / www.Sahibjee.com